JAHAN-E-TAHQEEQ جہان تحقیق
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

اسلامی انقلاب کے بعد کی ایرانی شاعری

ڈاکٹر شاہدہ عالم

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ فارسی، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور

ڈاکٹر ناعمہ خورشید

پروفیسر فارسی/پرنسپل، گورنمنٹ اپوا کالج برائے خواتین، لاہور

Abstract:
Poetry is a manifestation of any nation's mindset, capabilities, abilities ,past as well as situations it is going through at present. That's why Iranian poetry written after the Islamic revolution in Iran is different from the poetry of previous periods in many ways. The impact of the Islamic revolution in Iran is noteworthy in its literature especially in poetry and rhetoric. This article is based on its analysis

Key Words:

اسلامی انقلاب، شاعری، ردّ استبداد، جدوجہد، شہادت، علامت نگاری

انقلاب اسلامی ایران عالم اسلام میں رونما ہونے والا صدی کا اہم ترین واقعہ ہے۔ چشم زمانہ نے دیکھا کہ کس طرح ایک سرفروش، بے باک اور نہتی قوم اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا تن من دھن لٹاتے ہوئے عالمی قوتوں اور شیطانی طاقتوں کے سامنے ڈٹ گئی اور انھیں شکست فاش دینے میں کامیاب ہوئی۔

اتنے بڑے انقلاب کا رونما ہونا فطری طور پر اس بات کا متقاضی تھا کہ زندگی کے تمام شعبے اس سے متاثر ہوتے تو پھر ادب کس طرح اس کے اثرات سے عاری رہ سکتا تھا۔ یوں بھی شاعر معاشرے کا حساس ترین فرد ہوا کرتا ہے۔ اگرچہ بعض شعراء اپنی ذات کی بھول بھلیوں میں سرگرداں رہتے ہوئے ریشم کے کیڑے کی طرح اپنی ہی ذات کے گرد شاعری کا تانا بانا بنتے رہتے ہیں۔ یوں ان کی شاعری ذات سے آگے نہیں نکل پاتی اور وہ بیرونی دنیا میں رسائی پانے میں ناکام رہتے ہیں۔ تاہم دوسری طرف ایسے بھی شعراء ہیں جو اپنے گرد و پیش میں رونما ہونے والے واقعات سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے اور ظلم و استبداد کے خلاف فریاد بلند کرنے میں اپنی قوم کے ساتھ ہم آواز ہو جاتے ہیں۔ انقلاب اسلامی ایران کی شاعری کی تاریخ بھی ایسے ہی شعراء کا تذکرہ ہے جنھوں نے ارد گرد بڑھکتے ہوئے ظلم واستبداد کے شعلوں سے حرارت لے کر ایرانی معاشرے کے پیر و جوان کے قلوب گرما کے رکھ دیئے۔ دیے سے دیا جلنے کے مصداق شاعروں سے شاعر جنم لیتے چلے گئے اور یوں انقلاب سالامی کے نور نے جبر و استبداد کی سیاہ رات کو چیر کر آزادی و استقلال کی نئی صبح طلوع کی۔

اس عہد میں جذبہ وشوق نے گویا پوری قوم کو شاعر بنا دیا تھا۔ در و دیوار جو انقلاب مشروطہ میں بھی شاعری کو جگہ نہ دے سکے اب انقلابی شاعری سے مزین تھے۔ گلی گلی میں شعراء کے مصرعے انقلاب کے نعرے بن کر گونج رہے تھے۔ جذبہ شہادت رگوں میں خون کی طرح رواں تھا اور رہبر انقلاب اسلامی ایران، امام خُمینی کی شخصیت ملت ایران کے جسد واحد میں قلب کی طرح دھڑک رہی تھی۔ قوم میں اس وحدت کے احساس کو پیدا کرنے اور زندہ رکھنے والا شاعر طبقہ تھا جنھوں نے حالات و واقعات کا تقاضا سمجھتے ہوئے اپنا اصل فریضہ سنبھالا اور اسے بخوبی سر انجام دیا:

شعر را مقصود گر آدم گری ست
شاعری هم وارث پیغمبری ست(۱)

انقلاب اسلامی کی شاعری عیش و عشرت کی آغوش میں پروان چڑھنے والی شاعری نہیں بلکہ مخصوص ہنگامی حالات و واقعات کے شاہد شعراء کے دل کی آواز ہے۔ اسی لیے گذشتہ ادوار کی شاعری کی مانند پختہ نہ ہونے کے باوصف تاثیر سے بھرپور ہے۔ اس کا جائزہ دراصل اس تحول اور انقلاب کا جائزہ ہے جو اس عہد کی شاعری میں رونما ہوا اور جو اسے گزشتہ ادوار کی شاعری سے ممتاز بناتا ہے۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

سبک شعر:

کلاسیکی شاعری میں مخاطب محبوب یا ممدوح سلاطین و امراء یا معاشرے کا کوئی مخصوص طبقہ ہوتا تھا جس کے نتیجے میں گذشتہ ادوار کی شاعری میں عموماً یا تو لفظی سلاست اور فکری پیچیدگی یا اس کے برعکس یا پھر دونوں ہی کی پیچیدگی دکھائی دیتی ہے۔ شعراء سلاطین و امراء یا اہلِ فن سے داد سمیٹنے کی غرض سے مطالب و مفاہیم کو غرابت و ابہام سے بیان کرتے، دور از ذہن تشبیہات و استعارات لا کر ایک دوسرے پہ سبقت لے جانے کی کوشش کرتے اور اس کوشش میں انھوں نے شاعری کو لفظی گورکھ دھندہ بنا کر رکھ دیا۔ اس سب کے برعکس انقلاب اسلامی کی شاعری میں مقصد "شعر برائے شعر" نہیں بلکہ "شعر برائے زندگی" ہے جیسا کہ گوہر نوشاہی لکھتے ہیں:

"در شعر جدید ایران، شعر وابستہ بہ هدف است، نہ هدف وابستہ بہ شعر" (2)

چنانچہ انقلاب اسلامی کی شاعری ایک خاص مقصد کی حامل ہے یعنی بیداری ملت اور ردِّ استبداد۔ اس کا مخاطب کوئی اور نہیں ایک عام انسان ہے۔ اس لیے اس کے اسلوب بیان میں سادگی کا عنصر نمایاں ہے۔ قصائد میں سبک خراسانی اور غزلیات میں حافظ، رومی اور عراقی کا اسلوب شعراء کے پیشِ نظر ہے۔

قوالب شعر:

انقلاب سے پہلے شاعری میں نیما یوشیج کا قلب شعر حاوی تھا مگر اسلامی انقلاب کے بعد اس قالب کی پیروی میں کمی آئی۔ تاہم بعد ازاں یہ رجحان تبدیل ہوا اور نتیجتاً شعر انقلاب میں جا بجا اس کے نمونے دیکھنے کو ملتے ہیں۔

ای با مداد !
ای کرده کاوه های زمان را   در عصر مار دوش – یاوه قلمداد
اینک در این طلیعہ خونبار   انگشت موشهای تجاهل را
از دخمہ های گوش برون آر

(باحلق اسماعیل) (3)

تاہم اس عہد کی شاعری کی غالب اصناف، غزل، قصیدہ رباعی اور مثنوی ہیں جو اپنی ترقی یافتہ صورت میں استعمال ہوئیں۔

غزل—شعر انقلاب میں:

غزل شروع سے ہی شعراء کی محبوب صنف سخن رہی ہے۔ اس عہد کی غزل اگرچہ زیادہ تر حافظ، عراقی اور رومی کی تقلید میں ہے تاہم کہیں کہیں اس میں سبک ہندی کی سی ظرافت کی جھلک نظر آتی ہے۔ جس کی اصل وجہ سبک ہندی کی زبان کی پیچیدگی اور نسل انقلاب کی ذہنی پیچیدگی کی باہمی مناسبت قرار دی جا سکتی ہے۔

احمد عزیزی کی شاعری اس کی عمدہ مثال ہے جس کے ہاں تراکیب واضح طور پر سبک ہندی کے زیر اثر ہیں مثلاً:

رنگھای شاد مرگ، مرگ ہای ارغوانی، عطر قناری، وبای گفتگو، دیوار شبنم وغیرہ—نیز سبک ہندی کی سی نازک خیالی کے مظہر غزل کے یہ اشعار دیکھے جا سکتے ہیں:

شیشۂ رنگ نفس در ما شکست
هم قناری هم قفس در ماشکست
ماتب گل مابهار حیرتیم
مادر این گلشن شکار حیرتیم
عطر بیداری سحر ها را گرفت
پیچنک لبخند درها را گرفت(4)

کلاسیکی شاعری میں غزل عموماً عشقیہ مضامین اور عرفانی موضوعات کی حامل ہوتی تھی۔ انقلاب کے دوران اس کا دائرہ کار وسیع تر ہوا اور یہ رزمیہ مضامین کے ساتھ ساتھ مصائب اہل بیت، شہدائے کربلا، منقبت آئمہ نیز انقلاب کے تاریخی اور اہم مطالب کے بیان کے لیے بھی قابل استفادہ ٹھہری۔

قصیدہ:

انقلابی شاعری میں قصیدہ اگرچہ سبک خراسانی کا رنگ لیے ہوئے ہے تاہم اس میں ممدوح سے صلہ مطلوب نہیں بلکہ مقصد روح اسلام کو اجاگر کرنا یا کسی اعلیٰ شخصیت کے حضور ہدیہ عقیدت پیش کرنا ہے۔ اس عہد کی محبوب شخصیت چونکہ رہبر انقلاب اسلامی امام خمینی کی ذات ہے چنانچہ قصاید میں بھی موضوع سخن نظر آتی ہے۔

گر نبودی رهبر دینم خدا داند هرگز
لب نمی کردم مدیحت را به عمر خویش تر
اینک اما چون مرا در دین و آئین رهبری
مدح می گویم ترا و خود بدانم مفتخر
می ستایم تا ستایم باتو دین خویش را
تا بدان یابم به روز حشر از آتش مفر
در تو من قرآن و حق رامی ستایم نی تو را
و ندر آن از حد قر آنی نرفتم زاستر(5)

انقلاب اسلامی ایران کی تاریخ شہداء کے خون سے رقم ہے۔ یہ حق و باطل کا معرکہ تھا جس میں حق کی فتح کے لیے ملت ایران کے سرفروش مجاہد میدان عمل میں اترے اور انھوں نے اپنی جانوں کے نذرانے دیتے ہوئے اس انقلاب کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔ شعراء نے جرأت وبہادری کے پیکران مجاہدین اسلام پر مدح وستایش کے موتی لٹائے ہیں۔ اس ضمن میں محمد حسین بہجت شہریار کا یہ قصیدہ پیش کر سکتے ہیں جس میں انھوں نے مجاہدین کو سلامِ عقیدت پیش کیا ہے:

سلام ای جنگجویان دلاور
نهنگانی به خاک و خون شناور
به قرآن وصف او بنیان مرصوص
صف مولا علی سردار صفدر
در آن عرصه که نه چشم است و نه گوش
نبیند چشم دل جزروی دلبر
شمارا بالقاء الله پیوست
سردست است و هر آنی میسر
شهادت برترین معراج عشق است
گهش پروازی از جبریل برتر(6)

اس عہد کے شعراء میں ایک نام جواد محدثی کا ہے وہ بھی دنیا کے متوالوں کے مقابلے میں جہاد اور شہادت کے جذبے سے سرشار بہادروں کو یوں سراہتے ہیں:

ماییم که دشمن را از خانه به در کردیم
از مرگ نترسیدیم جان را چو سپر کردیم
تا ساحل پیروزی با موج در افتادیم
از شط شهاد تهامردانه گذر کردیم
طراح ازل برما نقشی زهادت زد
روزی که به راه دین ترک تن و سر کردیم(7)

مثنوی:

اس عہد میں مثنوی رزمیہ رنگ لیے ہوئے ہے تاہم اس کی بنیاد اساطیری کردار نہیں بلکہ حقیقی انسان ہیں۔ اس کے پس منظر میں عاشورہ، عراق کی طرف سے ایران پر مسلط کی گئی جنگ، بین الاقوامی کشمکش، بیت المقدس اور فلسطین ہیں، مثنوی کی زبان سادگی نیز جدت وقدامت کا خوبصورت امتزاج لیے ہوئے ہے۔ اس کی مثال میں انقلابی جوش و جذبہ سے سرشار فاطمہ راکعی کی مثنوی "آن روز" کے درج ذیل اشعار قابل توجہ ہیں:

آن روز، آن روزی که شب می کرد بیداد
خشکیده برلبهای هستی بود، فریاد
آن روز، آن روزی که ظلمت بودی ساری
خورشید در بیداد گاه شب، حصاری
در من کسی می خواند آیتهای عصیان

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

با من کسی می گفت از میلاد طوفان
با خویش می خواندم سراپا شوق پرواز
نا باورانہ، این سرود، این شعر، این راز
ای کاش آوازم رها بابا د می رفت
فریاد من تا شهر عدل و داد می رفت8

اس عہد میں طویل مثنویوں میں نصراللہ مردانی کی مثنوی "زمان زمان خروش است وفصل جوشیدن" قابل ذکر ہے۔

رباعی:

کلاسیکی ادب میں رباعی ایک مقبول صنف شمار ہوتی تھی اور معروف شعراء خیام، عطار اور ابو سعید ابوالخیر کے حوالے سے پہچانی جاتی تھی۔ پھر سبک ہندی کے رواج کے بعد اس کی مقبولیت میں خاصی کمی آئی۔ تاہم عہد انقلاب میں یہ پھر سے مقبولیت پانے میں کامیاب ہوئی۔

اس کی وجہ ایجاز کی خصوصیت ہے۔ انقلاب کے دوران تیزی سے رونما ہونے والے واقعات اور لحہ بہ لحہ بدلتی ہوئی صورتحال کو رباعی نے انتہائی خوبی سے اپنے اندر سمویا ہے۔ اس عہد کا مقبول موضوع شہادت رباعی میں بھی رائج ترین موضوع کہا جا سکتا ہے۔ ذیل کی رباعی ایک ننھی بچی "بنفشہ مرادی" کی شہادت کے حوالے سے کہی گئی ہے:

لالۂ سرخ

آن غنچۂ پر پر شده در ژالۂ سرخ
و آن بدر بہ خون تپیده درهالۂ سرخ
نشکفتہ "بنفشہ مرادی" است کہ چون
داغی بنشستہ دردل "لالہ سرخ"(9)

خیام نے اپنی رباعیات میں فنا کا موضوع پیش کیا ہے۔ مٹی کا پیالہ اسے کسی عاشق زار کی یاد دلاتا ہے:

این کوزه چومن عاشق زاری بوده ست
بند سر زلف نگاری بوده ست
این دستہ کہ برگردن او می بینی
دستی است کہ بر گردن یاری بوده ست10

جبکہ عہد انقلاب کے شعراء امید کے شاعر ہیں۔ انھیں یقین ہے کہ کامیابی کی تکبیر ضرور بلند ہو گی۔ رات کی تاریکی میں چمکنے والا ستارہ ہی صبح کا پیامبر ہو گا۔ آج مٹی میں مل جانے والے یہ اپنے پیارے کل دوبارہ پھولوں کی شکل میں نمودار ہوں گے۔

بانگ ظفر از مناره برخواهد خاست
صبح از نفس ستاره برخواهد خاست
آن یار کہ در کویر افتاد بہ خاک
با بیرق گل دوباره برخواهد خاست11

زبان شعر انقلاب:

انقلابی شاعری کی ایک نمایاں خصوصیت نامانوس اور اجنبی الفاظ سے گریز نظر آتا ہے۔ چونکہ یہ شاعری ایک موج کی طرح اٹھی اور بڑھتے بڑھتے اس نے ہر چیز کو اپنے اندر لپیٹ لینے والے طوفان کی صورت اختیار کر لی چنانچہ اس کا انداز فطری اور زبان فہم عامہ سے قریب تر ہے۔ شعراء ایسے الفاظ استعمال نہیں کرتے جو دور از ذہن ہوں، مغرب زدہ ہوں یا پھر تکلف کا مظہر ہوں بلکہ اسلامی علوم و معارف سے آگاہی اور گہرے شغف کے نتیجے میں ان کی شاعری ایسی خوبصورت اور نادر تشبیہات و استعارات اور اچھوتی تراکیب سے مزین ہے جن کا سرچشمہ اسلامی علوم و معارف ہیں۔ یوں اسلامی انقلاب کی برکت سے شاعری میں لغت کا دائرہ بھی وسیع ہوا۔ مثالیں ملاحظہ ہوں:

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

ردای امامت، صحیفہ نور، عطر تکبیر، سجادہ گلبرگ، مشعل سبز ظہور، کلیم نور، مذہب عشق، نماز باران، ہم صدا با حلق اسماعیل، قیام اکملت لکم، خطبہ خون، دژ نصر من اللہ، سورہ سوگ اور آیہ داغ وغیرہ۔ دوسری طرف آیات قرآنی کے ساتھ اسلامی روایات اور تاریخی واقعات کا ذکر بھی کثرت سے شعر انقلاب میں دکھائی دیتا ہے۔ شعرائے انقلاب کے ہاں بعض الفاظ علامت کے طور پر استعمال ہوئے ہیں۔

انتزاعی امور کی مدد سے ترکیب سازی کی روایت جو سبک ہندی کا خاصہ تھی اس عہد کی شاعری میں بھی اس کی جھلک نظر آتی ہے۔ بطور مثال علی معلم کے شعری مجموعے "رجعت سرخ ستارہ" سے لی گئی درج ذیل تراکیب قابل غور ہیں: کوہ حادثہ، قراولان مشفق، سنگلاخ تنہائی، عطش مزرعہ تاوان عشق وغیرہ

علاوہ ازیں لفظوں کی مدد سے تصویر سازی یعنی، تمثال آفرینی جو سبک ہندی میں اپنے عروج پر تھی، بھی عہد انقلاب کی شاعری میں جا بجا جلوہ گر ہے۔ شعراء تشبیہ و استعارہ کے ذریعے جذبہ و فکر کا خوبصورت امتزاج پیش کرتے ہیں اور اچھوتی تصاویر سامنے لاتے ہیں۔ صرف دو تین مثالوں پر اکتفا کیا جاتا ہے جہاں شعراء نے تصویر سازی کے ساتھ ساتھ علامت نگاری سے کام لیا ہے:

شقایق:

شقایق کا لفظ ذیل کے شعر میں روحانی شخصیت یا شہید کے لیے علامت کے طور پر استعمال ہوا ہے اور شقایق زار کہہ کر شاعر نے امت انقلابی مراد لی ہے:

نغمۂ سرخ شقایق زار عرفانیم ما
گلشن اشراق را مرغ غزل خوانیم ما(12)

نور:

طلایہ دار فلق آمد از کرانہ نور
کشید تیغ ظفر از نیام بیداری(13)

"کرانہ نور" کہہ کر جیتی جاگتی فطرت کا وسیع افق پیش کیا گا ہے ساتھ ہی ساتھ "نیام بیداری" کی خوبصورت ترکیب تشبیہی جو انتزاعی مفہوم کی تجسیم کی حامل ہے، شعر کی دلکشی میں اضافے کا باعث ہے۔

ستارہ:

انقلابی شاعری میں "ستارہ" کا لفظ وسیع تر مفہوم میں استعمال ہوا ہے، کہیں شاعر اسے توپ کے گولوں اور میزائل سے جل جانے والے شہید سے نسبت دیتے ہیں:

در شط سرخ آتش نعش ستارہ می سوخت
خون نامہء نبرد است آیین پاسداران(14)

کہیں اسے انقلاب کی جدوجہد اور پھر آزادی کے پس منظر میں ستارے بھی سرفروش سپاہی نظر آتے ہیں جو صبح کی آبرو کی پاسداری میں اپنی جان تک نثار کر سکتے ہیں:

در شعلہ ریز حادثہ خیل ستارگان
مردند تا کہ زندہ شود آبروی صبح(15)

موضوعات شعری:

دور انقلاب سے پہلے کی شاعری کے موضوعات کا اگر جائزہ لیا جئے تو معلوم ہو گا کہ وہ زیادہ تر اسلامی اقدار سے انحراف، ایران کی قبل از اسلام کی تاریخ و تہذیب کی تعظیم و تعریف، مغربی اقدار کے استقبال سے متعلق ہیں۔ اس سب نے ملکی عوام خصوصاً نوجوان طبقے کو منتشر الذہن اور اپنی خودی سے بیگانہ بنا دیا تھا۔ لیکن انقلاب اسلامی کی باد نسیم چلی تو دل و ذہن کے بند دریچے بھی وا ہوتے چلے گئے۔ عوامی رجحانات یکسر تبدیل ہو گئے۔ سوچ اور خواہشات میں وسعت اور نمایاں تبدیلی رونما ہوئی۔ اب شاعری کا بنیادی موضوع رجعت الی اللہ، اپنی خودی سے آگاہی اور روحانی اعتلا ٹھہرا، جس کے نتیجے میں ایسی شاعری سامنے آئی جس میں خلوص اور روحانی لطافت کا احساس پایا جاتا ہے۔ یہ جہان ایک طرف انسان کو امید و حرکت کا پیام دیتے ہوئے ظلم و استبداد سے نبرد آزما ہونے کا درس دیتی ہے وہیں دوسری طرف اللہ تعالی پر توکل اور خلق خدا سے ہمدردی کی بھی

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

پیامبر ہے۔ایک طرف اس میں کربلا کے مجاہدوں کا پیغام سر فروشی اور جوش و خروش ہے تو دوسری طرف حمد باری تعالیٰ، معراج النبی ﷺ اور عارفانہ مناجات کا ذکر ہے۔یوں مجموعی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ عہد انقلاب میں لفظ نئے مفاہیم اور جذبات نئی بنیادوں سے آشنا ہوئے۔اس عہد کی شاعری کے نمایاں موضوعات درج ذیل ہیں :

ردِّ استبداد:

ہر دور کے شعراء نے ظلم و ستم کے خلاف آواز بلند کی ہے اور کوشش کی ہے کہ قلم کی تلوار سے جبر و استبداد کا قلع قمع کریں۔کلاسیکی ادب میں فردوسی، ناصر خسرو، سنائی، عطار، رومی اور سعدی اور جدید ادب میں فرخی یزدی، پروین اعتصامی اور نیما یوشیج جیسے شعراء اسی گروہ سے متعلق ہیں۔تاہم عہد انقلاب کے شعراء کے کلام نے جس طرح ظلم و جبر کے ایوانوں کی بنیادیں الٹ کر رکھ دیں اور بچے بچے کی زبان پر نعرے کی صورت اختیار کر لی اس کی مثال نہیں ملتی۔اس اثر انگیزی اور مقبولیت کی وجہ، اسلامی بنیادیں ہیں جنھوں نے عہد انقلاب کے شاعر کو جغرافیائی حدود توڑ کر ملت اسلامی کی وحدت و یگانگت کے احساس سے دوچار کیا۔انقلابی شعراء نے صرف ایران میں ہونے والے مظالم پر ہی آواز نہیں اٹھائی بلکہ تمام عالم اسلام کے مظلومین ان کے پیش نظر ہیں وہ کشمیر ہو یا فلسطین، بوسنیا ہو یا حلبچہ انقلابی شاعر اس کے مسائل سے آنکھیں بند نہیں کرتا بلکہ اسے تہہ دل سے محسوس کرتا ہے :

ای کاش جان من
صفیر یک گلولہ
در غروب ناتمام فلسطین بود (16)
زن در آئینہ
زندگی را زیبا دیدہ بود
و شاخہ ای معطر
در خوراک انداختہ بود
این ہمہ غفلت پاک
بہ فرق حلبچہ افشاندہ بود (17)

جنگ:

شاعر انقلاب اسلامی کا ایک امتیاز یہ ہے کہ انھوں نے جنگ اور سیاست کو باہم ملا کر پیش کیا ہے۔ان کے نزدیک سیاست و جنگ جیسے موضوعات ادب کے لیے ممنوعہ نہیں۔یہاں وہ اس مقولے کی نفی کرتے ہیں کہ سیاست کو سیاستدانوں اور فن کو اہلِ فن کے لیے چھوڑ دیں، جس طرح بقول اقبال:

جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

بعینہ ویسے ادب اگر زندگی کے تمام معاملات کا احاطہ نہیں کر سکتا تو وہ طاق کی زینت تو بن سکتا ہے دلوں میں اتر کر کسی انقلاب کا موجب نہیں بن سکتا۔یہی وجہ ہے کہ انقلابی شعراء کے ہاں سیاسی لب و لہجے کی گرج محسوس ہوتی ہے "صدام صدام" کے عنوان سے کہی گئی جعفر حمیدی کی نظم کا یہ حصہ ملاحظہ کیجیئے :

صدام ! صدام !
خون آشام
ای وارث قبیل بدنام
در سرزمین شیر دلان می تازی ؟
این بیشۂ خوابگاہ شغالان نیست دست کدامین اہریمن
دست تو را بہ بند جنون بستہ ست
دستت کنار کدامین شیطان می بالد ؟
ما، خواب ناز شیطانہا را
دیری ست در سراسر گیتی آشفتہ ایم (18)

واقع کربلا:

اسلامی تاریخ میں واقعہ کربلا، امام حسینؓ اور دیگر شہدائے کربلا کی قربانیاں ہمیشہ سے شعراء کے لیے سرچشمہ سخن رہی ہیں اور ان کی شاعری میں ائمہ، اہل بیت اور شہدائے کربلا کے گہرے نقوش دکھائی دیتے ہیں۔اس ضمن میں محمد رضا سہرابی نژاد کی درج ذیل رباعی قابل توجہ ہے :

پیکار علیہ ظالمان پیشۂ ماست
اندر رہ دوست، مُردن اندیشہ ماست
ہرگز ندھیم تن بہ ذلت، ہرگز
در خون زلال کربلا ریشہ ماست (19)

شہیدوشہادت:

شہید کامقام اور شہادت کی آرزو اس عہد کے شعراء کا محبوب موضوع ہے۔ان کی شاعری شہادت کی دعوت دیتی نظر آتی ہے۔

باید سلاح تبریزی برداشت
باید شہید شد(20)

شاعر کے نزدیک انقلاب اسلامی کے سرفروش مجاہد لب شمشیر سے آب حیات پی کر ہمیشہ کی زندگی پا گئے ہیں۔اور امانت کا وہ بوجھ جسے اٹھانے سے آسمان بھی قاصر رہا انھوں نے اپنے دوش جاں پہ اُٹھایا ہے:

آنان کہ حلق تشنہ بہ خنجر سپردہ اند
آبِ حیات از لب شمشیر خوردہ اند
بار امانتی کہ فلک بر نتافتش
بر دوش جان نہادہ در این راہ بردہ اند (21)

شخصیت امام خُمینی:

رہبر انقلاب اسلامی ایران، امام خُمینی کی شخصیت شعرائے انقلاب کے لیے ہمیشہ فکر انگیز رہی ہے انھوں نے ان کی شخصیت اور استقامت کو نہ صرف ان کی زندگی بلکہ ان کے بعد بھی موضوع سخن بنایا ہے۔امام کی وفات ایک ایسا سانحہ ہے جس نے شاعر کے احساسات کو گہرا صدمہ پہنچایا ہے۔

تابوت خالی او
بر روی دستها بود
چون زورقی بر امواج
- بی نا خدا –
رھا بود (22)

وطن:

وطن کا لفظ انقلابی شاعری میں نئے مفہوم سے آشنا ہوا ہے۔اس سے مراد محض آباواجداد کی سرزمین نہیں بلکہ ایک ایسا خطہ ہے جو جہان اسلام سے وابستہ ہے:

ای ایستادہ در چمن آفتابی معلوم
ای وطن من
ای توانا ترین مظلوم !
کجای زمین از تو عاشق تر است
ای چشم انداز روشن خدا ! (23)

عرفان:

عرفانی موضوعات عہد انقلاب سے پہلے بھی شاعری کی زینت رہے ہیں۔کلاسیکی شاعری میں رومی، عراقی اور دیگر کئی شعراء سے لے کر جدید شعراء میں سہراب سپہری تک ہمیں عرفان کا رنگ نظر آتا ہے۔تاہم عہد انقلاب کی شاعری میں اس کی بنیاد خاص طور پر اسلامی تشخص ہے:

جہان، قرآن مصور است
با چشمھای عاشق بیا
تا جہان را تلاوت کنیم (24)

تحریک انقلاب اسلامی کے رہبر امام خُمینی نے بھی اس عہد میں عرفانی غزلیات کہی ہیں جو خصوصی اہمیت کی حامل ہیں:

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

ما زادهٔ عشقیم و پسر خوانده جامیم
در هستی و جانبازی دلدار تمامیم
دلداده میخانہ و قربانی شربیم
دربارگہ پیر مغان ، پیر غلامیم
بی رنگ و نواییم، ولی بستہ رنگیم
بی نام و نشانیم و همہ در پی نامیم
با نیستی از روز از گام بہ گامیم (25)

اہم شعراء پر ایک نظر:

محمد رضا عبدالملکیان:

عبدالملکیان کے لب ولہجے میں انشائی انداز نمایاں ہے۔ جنگ اور گاوں ان کی شاعری کے اہم موضوعات ہیں۔ جنگ کے موضوع پر لکھی گئی ان کی نظمیں جنگ کے آنکھوں دیکھے مناظر کی تکلیف اپنے اندر سموئے ہوئے اور انتہائی موثر ہیں:

من با دو چشم خویش
دیدم کہ مرتضی ---
از زیر چرخ تانک
پرواز کرد و یک ستاره دنبالہ دار شد (26)

گاوں کے متعلق کہی گئی ان کی نظمیں خلوص اور سادگی کی مظہر ہیں۔ ان میں جہاں گاوں کی سادہ اور فطرت سے قریب تر زندگی کے لیے تڑپ ہے۔ وہیں شہری زندگی پر ایک لطیف طنز بھی محسوس ہوتا ہے:

یادش بخیر
در سالهای زندگی روستایی ام
هرگز میان مزرعہ و من دری نبود
هرگز برای دیدن روییدن گیاه
یک کارت عکس دار آشنایی
در جیب من نبود (کارت شناسیی) (27)

قیصر امین پور:

امین پور کو اپنے عہد کا نمائندہ شاعر قرار دیا جا سکتا ہے۔ ان کی شاعری فکر واحساس کی آمیزش سے جنم لیتی ہے۔ بعض اوقات تو احساس کی شدت اس کے بیان میں حائل محسوس ہوتی ہے:

می خواستم
شعر برای جنگ بگویم
دیدم نمی شود
دیگر قلم زبان دلم نیست
گفتم---(تنفس صبح) (28)

کہیں کہیں انھوں نے کنائی اور طنزیہ انداز اختیار کیا ہے جس سے کلام کی تاثیر دو چند ہو گئی ہے:

خفا شهای وحشی دشمن
حتی زنور بیزار ند
باید تمام پنجره ها را
با پرده های کور بپوشانیم (29)

علی رضا قزوہ:

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

اس عہد کے ایک ممتاز شاعر ہیں ان کا لب و لہجہ توانا ہونے کے ساتھ ساتھ کسی حد تک غم و غصے کی کیفیت لیے ہوئے ہے۔ معانی و کلمات کی تکرار نیز لفظوں سے کھیلتے کھیلتے وہ ایسی گہری بات کہہ جاتے ہیں جو دلوں کو چھو لیتی ہے:

روی گل می نشستم
اگر حرمت گلھارا داشتند
در لاک خود می رفتم
اگر ناخنھای لاک زده
صورت انقلاب رانمی خراشیدند
حتی شاید به پارتی می رفتم
اگر پارتی بازی نمی شد (از نخلستان خیابان) (30)

طاہرہ صفارزادہ:

طاہرہ کی شاعری فکر و ہنر کا بہترین امتزاج کہی جاسکتی ہے۔ شعری زبان میں مصرعوں اور الفاظ کی تکرار ان کی شاعری کو اندرونی موسیقی سے ہمکنار کرتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کی شاعری کی ایک اور اہم خصوصیت شاعری میں مذہبی رنگ کا غلبہ ہے جو الفاظ سے مطالب تک ہر چیز کا احاطہ کیئے ہوئے ہے:

رنج ابراهیم از بت نیست
از بت تراشان است (31)
یا
خاندان زیاد
عجیب زیاد اند (32)

حسن حسینی:

حسن حسینی نکتہ رس اور منفرد لب و لہجہ کے شاعر ہیں۔ ان کی شاعری وقت کے ساتھ ساتھ پروان چڑھی ہے۔ اس میں جہاں لطافت و نزاکت ہے وہیں طنز کی کاٹ بھی محسوس ہوتی ہے۔ ان کی نظم " باحلق اسماعیل " میں مجاہدین کے تاریخ ساز کردار کو سراہتے ہوئے وہ نام نہاد بے عمل روشن فکر پر طنز بھی کر جاتے ہیں:

روزی که روشنفکر
در کوچه های شهر پر آشوب
دور از هیاهو ها عرق می خورد
با جانفشانی های حزب الله
تاریخ این ملت ورق می خورد (33)

ان کی رباعیات سبک خراسانی کے زیر اثر محسوس ہوتی ہیں جو سادگی و خوبصورتی کا مرقع ہیں:

بازم لب بسته قصد گفتن دارد
چشمم سر تا سحر نخفتن دارد
به سینه صحرایی ام از خنجر عشق
زخمی است که آهنگ شکفتن دارد (34)

موسوی گرمارودی:

ان کی شاعری کا سرچشمہ اسلامی تہذیب سے پھوٹتا ہے۔ انھوں نے نہ صرف کلاسیکی اصناف مثلاً غزل وغیرہ میں طبع آزمائی کی ہے بلکہ جدید شاعری "شعر سپید" میں بھی اپنے ہنر کو منوایا ہے۔ وہ اپنے گرد و پیش میں رونما ہونے والے واقعات کو انتہائی خوبصورتی سے اپنے احساسات کا حصہ بناتے اور شعری قلب میں ڈھالتے ہیں:

مغمو متر از برگی که از شاخه جدا می شود
و اسبی که گم در راهی ناآشنا
درباران
ره می سپارد
اندوه آوارگی با من است (35)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

سلمان ہراتی:

ہراتی کی شاعری انقلاب کے تاریخی حالات و واقعات اور ماضی سے آگاہی اور گہری وابستگی کے نتیجے میں جنم لینے والی شاعری ہے۔ جذبہ جہاد سے سرشاران کا دل میدانِ جنگ کے لیے اداسی محسوس کرتا ہے اور وہ کہہ اٹھتے ہیں:

دلم برای جبهہ تنگ شده است
آنجا معنویت بہ درک نیامده بسیار است
آنجا ما مقابل آسمان می نشینیم
و زمین را مرورمی کنیم
و بہ اندازه چندین چشم معجزه بینیم (36)

ان شعراء کے علاوہ دیگر ممتاز شعرائے عہد انقلاب میں احمد عزیزی، میر شکاک، محمد علی محمدی، ضیاءالدین ترابی، حسین اسرافیلی، فاطمہ راکعی، فرشتہ ساری کے نام قابل ذکر ہیں جنہوں نے قافلہ انقلاب کے ساتھ قدم بہ قدم چلتے ہوئے اسے منزل تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

حواشی

1۔اقبال،،کلیات اقبال فارسی،جاوید نامہ،لاھور اقبال اکادمی پاکستان،1990ء ص517۔
2۔نوشاہی گوہر "شعر ایران بعد از انقلاب "سومین رہ اورد،وزارت فرہنگ وار شاد اسلامی دبیر خانہ شورای گسترش زبان وادبیات انقلاب،تہران،1381ص:499۔
3۔حسن حسینی،بہ نقل از بررسی ادبیات انقلاب اسلامی،سمت تہران،1373،ص427۔
4۔عزیزی،احمد،کفش ہای مکاشفہ،نشر شقایق،ج۱،ص367۔
5۔گرمارودی،موسوی،بہ نقل از بررسی ادبیات انقلاب اسلامی،ص45۔
6۔شہریار،محمد حسین،بہ نقل از بررسی ادبیات انقلاب اسلامی،ص98۔
7۔محدثی،جواد،بہ نقل از شعر جنگ،وزارت ارشاد اسلامی،ص162۔
8۔راکعی،فاطمہ،بہ نقل از بررسی ادبیات انقلاب اسلامی،ص247۔
9۔بہ نقل از ایضاً،ص48
10۔رباعیات حکیم خیام نیشابوری،بامقدمہ وحواشی محمد علی فروغی ودکتر قاسم غنی انشارات کتابفروشی زوار،تہران،1339،ص74
11۔بہ نقل از بررسی ادبیات انقلاب اسلامی،ص47
12۔بہ نقل از ایضاً،ص220
13۔بہ نقل ایضاً،ص220
14۔ایضاً
15۔ایضاً
16۔میر شکاک،یوسفعلی،بہ نقل از شعر امروز،ساعد باقری،محمد رضا محمدی نیکو،انتشارات بین المللی الہدی،تہران،1372ش
17۔فرشتہ ساری،" قالبہای بی تماشال" بہ نقل از ہمان کتاب،ص324
18۔حمیدی،جعفر،بہ نقل از بررسی ادبیات انقلاب اسلامی،ص250
19۔سہرابی نژاد،محمد رضا،بہ نقل از ہمان کتاب،ص210
20۔امین پور،قیصر،بہ نقل از شعر امروز،ص320

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

21۔بہ نقل از بررسی ادبیات انقلاب اسلامی، ص216

22۔صالحہ، بہمن، بہ نقل از شعر امروز، ص361

23۔ہراتی، سلمان، ایضاً، ص62-361

24۔ایضاً، ص363

25۔امام خُمینی، بہ نقل از بررسی ادبیات انقلاب اسلامی، ص369

26۔عبدالملکیان، محمد رضا، بہ نقل از شعر امروز، ص376

27۔ایضاً، ص77-376

28۔امین پور، قیصر، بہ نقل از بررسی ادبیات انقلاب اسلامی، ص443

29۔علی رضا قزوہ، بہ نقل از شعر امروز، ص78-377

30۔صفار زادہ، طاہرہ، بہ نقل از بررسی ادبیات انقلاب اسلامی، ص432

31۔ایضاً

32۔حسن حسینی، بہ نقل از بررسی ادبیات انقلاب اسلامی، ص430

33۔حسن احسینی، ایضاً، ص52

34۔گرمارودی، موسوی، ایضاً، ص88

35۔سلمان ہراتی، ایضاً، ص89 – 88